باب۔58

قَسَم

☆ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ ۖ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم سے ایسی قسموں پر گرفت نہیں کرتا جو لغو اور بے فائدہ ہیں مگر تمھارا مواخذہ (اور گرفت) کرتا ہے ایسی قسموں پر جن کا تم نے ارادہ کیا ہے۔ (اگر ایسی قسمیں کھا کر اس کا خلاف کرو) تو اس کا کفارہ اور بدلہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ (مگر کتنا؟) اوسط طور سے جتنا تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا پہنانا یا ایک باندی یا غلام آزاد کرنا ہے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو تین دن تک روزے رکھنا چاہیے۔ یہ تمھاری قسم کا کفارہ ہے جب کہ تم حلف اٹھاؤ (قسم کھاؤ)۔ اور اس کا خیال رکھو کہ تم اپنی قسموں کی پابندی کرو۔ اسی طرح اللہ اپنی آیتوں کو تم سے صاف صاف بیان کر دیتا ہے تا کہ تم شکر کرو (اور اپنے قول و قرار کی عزت کرو)۔ (سورۃ المائدہ: آیت 89)

• قسم کئی طرح کی ہوتی ہے۔

(1) غموس: گناہ میں ڈبو دینے والی، غرقِ گناہ کرنے والی قسم، یعنی جھوٹی قسم۔ دھوکا دے کر اور خلافِ واقعہ کہہ کر کسی کو نقصان پہنچانا، غموس ہے۔ اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ سراپا گناہ ہے۔ اس کے لیے توبہ کے علاوہ کوئی چیز مفید نہیں ہو سکتی۔ اس شخص کا بخشنا نہ بخشنا، خدا کے ہاتھ میں ہے۔

(2) لغو: بے ارادہ، بے ہودہ قسم۔ اللہ غفورٌ حلیم اس پر گرفت نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ ایک بے ہودگی کا کام ہے۔ جو اس کی بد عقلی پر دلالت کرتا ہے۔ بات بات پر "اللہ پاک کی قسم" کہنا لغو ہے۔

Siddiqui Publications

(3) منعقدہ: کسی آئندہ معاملے پر، ارادے اور قصد سے قسم کھانا کہ میں فلاں کام کروں گا یا نہ کروں گا، منعقدہ قسم کہلاتا ہے۔ اگر وہ کام بُرا ہے اور اس سے بچنے کی قسم کھائی ہے تو اس کا پابند رہنا چاہیے۔ لیکن اگر وہ نیک کام ہے اور اس سے بچنے کی قسم کھائی ہے تو اپنی قسم توڑ دینا چاہیے۔ اور اچھا کام کرنا چاہیے۔ بہر حال اس طرح کی قسم توڑنے سے کفارہ لازم ہے۔ اس قسم کا کفارہ، دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ہے۔ یا غلام آزاد کرنا ہے۔ اگر مقدور نہ ہو تو تین روزے رکھنا ہے۔ (اس کی تفصیل سورۃ المائدہ کی اوپر درج شدہ آیت میں موجود ہے)۔

(4) ایلا: شوہر اپنی بیوی سے نہ ملنے کی قسم کھا بیٹھے۔ ایلا کی مدت اللہ تعالیٰ نے 4 ماہ مقرر کر دی ہے۔ اگر اس مدت میں ملاپ ہو گیا تو صرف کفارہ دینا ہو گا۔ اور اگر اس جدائی میں 4 مہینے گزر جائیں تو ایک طلاقِ بائن پڑ جائے گی۔ طلاقِ بائن میں مرد کو رجوع کرنے کا حق باقی نہیں رہتا۔ عورت چاہے تو خود اسی سے نکاحِ ثانی کر سکتی ہے۔ پہلے تو ایک مہر واجب تھا اب ایک دوسرا مہر بھی سر پر آجائے گا۔ یہ نتیجہ ہے نامِ خدا کو نشانۂ قسم بنانے کا۔

صاحبو! آج کل مسلمانوں کو لغو اور بے ہودہ قسمیں کھانے کی بہت عادت پڑ گئی ہے۔ بات بات پر وَاللہِ وَاللہِ اور اللہ پاک کی قسم، وغیرہ۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے نامِ پاک کی عزت کرنا چاہیے۔ غیرِ خدا کی قسم تو جائز ہی نہیں۔ سچی بات پر بھی بے ضرورت قسم کھانا نہایت سبکی ہے، حماقت ہے۔ قسم کھانا اس بات کی علامت ہے کہ یہ شخص اکثر جھوٹ کہتا ہے۔ سچ بولنے کی عادت کرو، لوگ بغیر قسم کے تمھاری باتوں کا اعتبار کریں گے۔ جھوٹا، دروغ گو، اگر قسم کھائے تو بھی اعتبار نہیں کرتے۔ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر قسم کھا بیٹھے ہو، اگر اچھی بات ہے جس پر قسم کھائی گئی ہے تو اس کے پابند رہو۔ اور اگر کسی بُری بات کے کرنے یا اچھی بات کے نہ کرنے پر قسم کھائی گئی ہو تو فوراً قسم توڑ دو اور کفارہ ادا کرو۔ بہت سے لوگ قسم تو کھاتے ہیں مگر اس کا خلاف بھی کرتے ہیں۔ یہ، سخت بُری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر مؤاخذہ فرماتا ہے، اس پر تم کو سزا دی جائے گی۔ اُس وقت تم کو معلوم ہو گا کہ اللہ کی قسم کھا کر اس سے بے پرواہی کرنا کس قدر بُری بات ہے۔

ان سب سے بدتر گناہ بندگانِ خدا کو نقصان پہنچانے کے لیے جھوٹی قسم کھانا ہے۔ یہ بڑا سخت گناہ ہے۔ جھوٹی قسموں سے دوسروں کو نقصان پہنچانا عذابِ الیم ہے۔ اس کا کفارہ کچھ نہیں، اس کی جزا تو عذاب ہے۔ توبہ کرو، توبہ! کسی کا نقصان کیا ہے تو اس کا تدارک کرو۔ اس سے معافی چاہو، اس کے نقصان کی پابجائی کرو، اس کو compensate کرو۔۔۔ آج کل جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی قسم کھانا عام ہو گیا ہے۔ قسم کھا کھا کر جھوٹی گواہی دینا پیشہ ہو گیا ہے۔ یہ ظالمین! اس طریقہ سے جھوٹی گواہی دیتے ہیں کہ جھوٹے کے آگے سچا رو پڑے۔ لاکھ وکیل جرح کرے ہر گز نہیں ٹوٹتے، بلکہ اس زمانے میں تو ایسی حالت ہو گئی ہے کہ سچی گواہی کامیاب نہیں ہو سکتی

جب تک اس میں دس جھوٹ نہ ملائیں۔ وکیلوں سے حلف لیا جاتا ہے کہ سچا مقدمہ لیں، دوسرے اشخاص سے بھی اچھی طرح سے کام کرنے کا حلف لیا جاتا ہے مگر کوئی اس کا پابند نہیں۔ لوگ جھوٹ کے اتنے عادی ہوگئے ہیں کہ اس کی برائی ہی محسوس نہیں ہوتی۔ جھوٹ کہنے کو "پالیسی" اور "سیاست" کا نام دیتے ہیں۔ یہ لوگ سچ بولنے والوں کو سادہ لوح، بھولے اور بے وقوف سمجھتے ہیں۔ ان کا مقولہ ہے" چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی"۔ اِن کے پاس بڑا عقلمند وہی ہے جو بڑا افراڈ کرے۔ بڑا مقرر وہی ہے جو جھوٹ کو سچ کر دکھائے، اس کا مغالطوں سے بھرا ہوا لیکچر جادو کا کام کرے۔

دیکھو! آج جو چاہو کر لو۔ اللہ کو تو منہ دکھانا ہے۔ کل، لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ کی حقیقت کھلے گی اور ذلت وخواری کے گڑھے میں ڈھکیل دے گی۔ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ۔ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ۔

{حوالہ تفسیر صدیقی- پارہ 2 صفحہ 87، 88 اور پارہ 7 صفحہ 4 تا 7 }

متفرقات۔ Miscellaneous

صاحبو! میر اروئے سخن ان لوگوں کی طرف نہیں جو اللہ کو نہیں مانتے بلکہ ان کی طرف ہے جو اللہ کو کچھ مانتے ہیں۔ اِن لوگوں کی کیا حالت ہے۔ کوئی مصیبت آپڑتی ہے یا دنیوی ترقیوں کی ضرورت پڑتی ہے تو پھر ماشآء اللہ ان کے ہاتھ میں تسبیح ہے۔ رات دن ذکر و شغل میں مشغول ہیں۔ بعض تو چلّے بیٹھتے ہیں، احرام باندھ لیتے ہیں، حتیٰ کہ گوشت کا پرہیز بھی کرتے ہیں۔ لیکن جوں ہی پریشانی ختم ہوئی یا ترقی ملی، پھر وہی قدیم حالت ہے۔ وہی غفلت ہے۔ وہی حیلہ سازی اور مکاری۔۔۔! مگر ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ جلد ان کو مکاری کی سزا دے گا۔ وہ فرماتا ہے، قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ، (پیغمبر) تم کہہ دو اللہ مکر کی سزا دینے میں بہت تیز ہے۔ بے شک ہمارے فرشتے تمھاری مکاریاں لکھ رہے ہیں، (سورۃ یونس: آیت 21)۔

{حوالہ تفسیر صدیقی- پارہ 11 صفحہ 49، 57 اور 58 }

Siddiqui Publications

متفرقات۔Miscellaneous

- فرض: وہ ہے جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو۔ اس کے لیے قرآن یا حدیثِ متواتر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا منکر، کافر ہوتا ہے۔ عمل کرنے والا مستحقِ ثواب اور ترک کرنے والا، گناہ گار۔
- واجب: وہ ہے جو ثابت تو ہو مگر درجۂ یقین کو نہ پہنچے۔ اس کی دلیل، ظنی (opinion based) ہوتی ہے۔ اس کے منکر کو کافر نہیں سمجھ سکتے۔ عمل کرنے والے کو ثواب اور نہ کرنے والے کو گناہ ہے۔
- سنت: وہ کام جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو مگر کرنے کا حکم نہ دیا ہو۔ لہٰذا اس پر عمل کرنا ثواب کا موجب ہے۔ اور اس کا ترک کرنے والا، تارکِ سنت اور محرومِ نعمت ہے۔
- مستحب: وہ نیک کام ہے جو ثواب کا باعث ہے۔ مگر اس کا نہ کرنے والا لائقِ عتاب نہیں۔

صاحبو! بہت سے لوگ فرضِ اعتقادی اور فرضِ عملی میں فرق نہیں کرتے۔ فرضِ اعتقادی ایک قطعی اور متواتر حکم ہے۔ فرضِ اعتقادی کا منکر کافر سمجھا جاتا ہے۔ فرضِ عملی میں اصل حکم، قطعی ہوتا ہے مگر اس کی تعیین یا valuation اجتہادی ہوتی ہے۔ فرضِ عملی کے منکر کی تکفیر نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ اس میں انسانی رائے اور عقل کو دخل ہے۔ جیسے سر کا مسح، فرضِ اعتقادی ہے۔ اس سے حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ مگر اس کی تعیین، فرضِ عملی ہے، کہ پورے سر کا مسح یا ناصیہ یعنی پیشانی کا یا اس قدر حصے کا کہ، مسح کیا گیا، کہا جاسکے۔ یاد رکھو کہ جہاں انسانی عقل کی مداخلت ہوئی، تکفیر تو ایک طرف، یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اس نے عمل نہیں کیا۔ لہٰذا یہ ایک بڑی غلط فہمی ہے کہ مالکی، حنفی کے پیچھے اس لیے نماز نہ پڑھے کہ اس نے پورے سر کا مسح نہیں کیا۔ یا حنفی، شافعی کے پیچھے اس لیے نماز نہ پڑھے کہ اس نے ناصیہ کا مسح نہیں کیا۔ فرضِ عملی اور واجب میں یہ فرق ہے کہ فرضِ عملی کا ترک ناقابلِ تدارک ہے، اس کا کوئی cure نہیں اور جب کہ واجب کا ترک، قابلِ تدارک ہے، اس کے لیے treatment ہے۔ پس اگر نماز میں کوئی واجب ترک ہو جائے تو اس پر سجدہ سہو آئے گا۔ اسی طرح اگر حج میں کوئی واجب چھوٹ جائے تو دَم یعنی قربانی واجب ہو جائے گی۔

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ 6 صفحہ 45 تا 48}